میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی اور خصوصاً محترم ڈاکٹر وحید قریشی کی تحسین واجب ہے جن کی عملی، فکری، تنقیدی اور تحقیقی کاوشوں کا دائرہ تصنیف و تالیف سے طباعت و اشاعت تک پھیلا ہوا ہے۔ علمی کتب کی اشاعت کا یہ مفید سلسلہ ہر نوع کی حوصلہ افزائی اور تعاون کا سزاوار ہے۔

۱۔ مغربی زبانوں کے ماہر علماء (علی گڑھ کالج کے قیام سے پہلے)

مصنف: پروفیسر سید محمد سلیم
ناشر: ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور
ضخامت: ۱۵۱ صفحات
مبصر: نجم الاسلام

مصنف محترم نے ندرت کے ساتھ اس کتاب کے موضوع کا انتخاب کیا ہے۔ غالباً اس طرف پہلے کسی کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور کسی نے ریزہ ریزہ چن کر بے شمار کتابوں میں بکھری ہوئی ان معلومات کو نہیں سمیٹا جو ہماری علمی تاریخ کے ایک گوشے کو روشنی میں لاتی ہیں۔ یورپی اقوام کے ہندوستان میں داخل ہونے کے وقت سے لے کر علی گڑھ کے قیام سے پہلے تک اسلامیان برصغیر کے علماء نے یورپی اقوام کی زبانوں اور ان کے علوم کو سیکھنے میں کیا کوششیں کیں؟ دریا فرنگ کے علمی اسفار سے کیا کچھ حاصل کیا؟ کون سی کتابیں لکھیں؟ غرض کہ اس طرح کے تجسس آمیز سوالات کا ایک سلسلہ ہے جن کا جواب کسی کتاب میں یکجا نہیں ملتا۔ ملتا ہے تو یہ کہ ہمارے علماء کو فرنگی کافروں کی زبان سے دوری رہی۔ کسی حد تک یہ صحیح ہے لیکن بالکل صحیح نہیں۔ یہ کتاب اسی Hypo-thesis کو آگے بڑھاتی ہے اور بخوبی ظاہر کرتی ہے کہ صحیح صورت حال کیا تھی۔

مصنف غیر معمولی طور پر کثیرالمعلومات ہیں، اس لیے ان کی نظر دور تک گئی ہے۔ جن علمی کتابوں سے عام لوگ سرسری گزر جاتے ہیں، ان سے دقت نظر کے ساتھ اپنے موضوع کا مواد حاصل کیا ہے، اور حسن ترتیب کے ساتھ اس طرح پیش کیا ہے کہ مغربی زبانوں سے دلچسپی رکھنے والے ہمارے علماء کی تاریخ کا ایک خاکہ ابھرتا ہے جو صدیوں کو محیط ہے۔

مقدمہ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ[۱] مسلمانوں نے انگریزی زبان اور انگریزی علوم کے حق میں اس وقت آواز بلند کی جب نہ سرسید احمد خاں کا کہیں پتا تھا نہ راجہ رام موہن رائے کا۔

باب اول میں مغربی اقوام کی ہندوستان میں آمد کے ذکر کے بعد صراحت کی گئی ہے کہ

اجنبی زبانوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے - باب دوم میں اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، عالمگیر، محمد شاہ، بادشاہان دہلی کے دور میں فرنگیوں کی زبان سیکھنے والے علماء کی نشان دہی کی ہے- باب سوم میں مغربی زبان اور مغربی علوم کی تحصیل کے سلسلے میں اہل دکن کی کوششوں کا ذکر ہے - اس ذیل میں حیدرآباد کے قطب شاہی خاندان سے لے کر والیانِ میسور سلطان حیدر علی اور سلطان ٹیپو، پھر ارکاٹ کے والا جاہی خاندان کے دور میں انگریزی زبان اور مغربی علوم کے ماہر علماء کا ذکر آتا ہے- اسی ذیل میں مغربی علوم کے تراجم کا بھی ذکر ہے جو سلطان ٹیپو اور حیدر حیدرآباد دکن کے امیر پائیگاہ نواب فخرالدین خاں اور ان کے بیٹوں کی علمی دل چسپیوں سے وجود میں آئے-

باب چہارم میں ۱۷۵۷ء سے ۱۸۰۳ء تک کے زمانے کے ان اشخاص کا حال ہے جنھوں نے دریار مغرب کی سیاحی کی اور واپس آکر وہاں کے معاشرتی اور علمی حالات قلم بند کیے - پھر اس دور میں مغربی علوم کے تراجم کی بھی تفصیل ہے - باب پنجم میں سقوط دہلی (۱۸۰۳ء) سے خاتمہ سلطنت مغلیہ (۱۸۵۷ء) کی درمیانی مدت میں دیار مغرب کے سیاحوں، انگریزی زبان اور علوم کی تحصیل کرنے والے نوابین و امراء اور علماء کا حال ہے - اور ان کے علاوہ عوام و خواص کے طبقے کے ان افراد کا بھی جو انگریزی زبان سے واقف تھے - باب ششم میں بھی اسی مضمون کی توسیع ہے، یعنی ترجمے کی انفرادی کوششوں کا حال لکھا ہے، بالخصوص طب جدید کے تراجم کا، اور ترجمے کی منظم کوششوں کی تفصیل بھی دی ہے- اس باب کے آخر میں انگریزی زبان میں صاحبان تصنیف کا حال ہے- باب ہفتم میں ۱۸۵۷ء سے لے کر علی گڑھ کالج کے قیام (۱۸۷۷ء) تک کے ان علماء کا ذکر ہے جو انگریزی زبان سے واقف تھے - اور مغربی علوم کے مترجمین بالخصوص طب جدید کے مترجمین کا حال ہے جو اس دور سے تعلق رکھتے ہیں، اس دور میں ہونے والی ترجمے کی منظم کوششوں پر بھی روشنی ڈالی ہے اور انگریزی زبان میں تصنیف و تالیف کرنے والے مصنفین کا ذکر بھی ہے- آٹھویں باب میں جو کتاب کا آخری باب ہے انگریزی عہد حکومت کے چند نامور علماء کی نشان دہی کی ہے جنھوں نے خود زبان سیکھ لینے سے بے اعتنائی برتی - اس ذیل میں وہ سرسید احمد خاں، علامہ شبلی، سید سلیمان ندوی اور ان کے دیگر ندوی رفقاء، نیز مولانا عبدالعزیز میمن، اور مولانا عبید اللہ سندھی سے شاکی ہیں - مگر مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ابواعلیٰ مودودی کی تحسین کی ہے جنھوں نے مغربی علوم کا مہارت کے ساتھ مطالعہ کیا تھا-

آخر میں ماخذات کی فہرست ہے - کاش یہ کتابیات کے اصولوں کے مطابق تیار کی گئی ہوتی - حوالہ جات بھی ہیں جو ہر باب کے لحاظ سے مرتب کیے گئے ہیں -یہاں بھی جدید طریق حوالہ نگاری کے مطابق مواد مرتب نہیں کیا گیا ہے - اس پہلو سے کتاب تجدید نظر چاہتی ہے - ایسی کثیر المعلومات کتاب میں اشاریے کی عدم موجودگی بھی کھٹکتی ہے-